بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک عزیز ترین دوست اور پرزور خطیب و داعی اسلام
ڈاکٹر سعید رمضان کی وفات

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

۱۰ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ (۸ اگست ۱۹۹۵ء) سہ شنبہ کو اچانک جنیوا سے ٹیلی فون آیا کہ ٦ ربیع الاول ۱۴۱٦ھ (۴اگست ۱۹۹۵ء) کو جمعہ کے دن ڈاکٹر سعید رمضان کا انتقال ہو گیا۔ یہ خبر راقم اور اس کے حلقہ کے ان افراد پر جو مرحوم کی شخصیت ان کے ممتاز کمالات ان کی دینی خدمات سے واقف تھے۔ پھر راقم سے ان کے برادرانہ اور مخلصانہ تعلقات اور گہرے روابط سے بھی آشنا تھے بجلی بن کر گری۔

واقعہ یہ ہے کہ کم سے کم عالم عربی میں کسی دینی و تحریکی شخصیت دعوتی میدان میں کام کرنے والے اور خادم اسلام سے راقم کا ایسا برادرانہ تعلق اور عزیزوں اور افراد خاندان کی طرح انس و محبت اور اتحاد و اعتماد اس نصف صدی کے عرصہ میں نہیں رہا۔

جتنا ڈاکٹر سعید رمضان مرحوم سے رہا ہے ۔

مرحوم مصر کے رہنے والے تھے ، وہ عالم عربی کی عظیم ترین و موثر ترین "مرد آزما، مرد آفریں" تحریک الاخوان المسلمون کے بانی و قائد الامام الشہید الشیخ حسن البناءؒ کے داماد اور ان کے تربیت یافتہ محبوب معتمداس جماعت کے رکن اور اس کے ترجمان و کارگذار تھے انہوں نے قانون کی بھی تعلیم حاصل کی اور کامیاب وکیل اور بیرسٹر بھی تھے انہوں نے برلن سے ایک علمی و دینی موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی عالم عربی کے ممتاز ترین اور سحر انگیز خطیبوں میں تھے ، قاہرہ سے "المسلمون" کے نام سے ایک موثر دینی و دعوتی رسالہ نکالا، جس نے عالم عربی میں اور عالم اسلام کے بعض دور دراز گوشوں (انڈونیشیا وغیرہ) میں ایک مدرسہ فکر دبستان دعوت کی شکل اختیار کر لی لوگ اس کو انفرادی اور اجتماعی طور پر پڑھتے تھے اور اس کی فکر کو بھی پھیلاتے تھے ، پھر ان کا مصر میں قیام حکومتی تغیرات اور سیاسی حالات کی وجہ سے ناممکن ہو گیا۔ تو انہوں نے اس کو کچھ عرصہ دمشق سے جاری رکھا۔ پھر وہ جنیوا منتقل ہو گئے ، جہاں نے انہوں نے یورپ میں تعلیم پانے والے طلباء اور مقیم مسلمانوں کی رہنمائی اور

دینی غذا رسانی اور اس حریف و ناآشنائے اسلام بلکہ حریف اسلام خطہ ارض میں اسلام کے تعارف اور ترجمانی کے لئے ایک دعوتی مرکز (ISLAMIC CENTER) قائم کیا جس کا اپنے قدیم تعارف اور تعلقات کی بنا پر راقم کو مستقل رکن و مشیر بنایا۔ اور راقم نے یورپ کا پہلا سفر اس میں شرکت ہی کے لئے کیا تھا۔ اور تین مرتبہ اس کی نوبت آئی ان ہی کی تحریک اور ایماء پر اس نے اسلام کے "فردوس مفقود" وارض مغصوب" اسپین کا سفر کیا۔

"المسلمون" عرصہ تک جنیوا سے بھی نکلتا رہا جس میں راقم کے مضامین نمایاں طریقہ پر شائع ہوتے تھے ۔ راقم کا پہلا مضمون جس نے عالم عربی میں وسیع اور موثر پیمانہ پر اس کا تعارف کرایا۔ وہ اس کا مقالہ "ردّة ولا ابا بکر لہا" تھا اس مضمون میں بتایا گیا کہ جدید تعلیم یافتہ اور ذہین و موثر طبقہ میں دین سے انحراف بلکہ کہیں کہیں فکری و دینی ارتداد بھی پیدا ہو رہا ہے، لیکن اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی ابوبکر صدیق ؓ کی طرح عزیمت و غیرت والی شخصیت یا ادارہ و تنظیم نہیں ان کی غیرت دینی کا اظہار ان کے اس جملہ سے ہوتا ہے جو تاریخ میں محفوظ چلا آرہا ہے۔

"ینقص الدین وانا حی" (کیا ہمارے جیتے جی دین میں کوئی کمی پیدا کی جا سکتی ہے) یہ مضمون رسالہ کی شکل میں چھپ کر بعض اوقات منی و عرفات میں بھی بانٹا گیا، پھر مرحوم کی فرمائش پر راقم نے حج وصوم پر مقالے لکھے، جن میں بعد میں زکوٰۃ و صلوۃ پر مقالے لکھ کر "الارکان الاربعۃ" کے نام سے ایک پوری کتاب تیار کر لی جس کا اردو انگریزی میں بھی ترجمہ ہوا، اور یہ اس موضوع پر مذاہب کے ایک تقابلی مطالعہ اور اسرار شریعت پر ایک وقیع کتاب اور علمی کوشش سمجھی جاتی ہے۔

جب ۱۹۶۶ء میں الامام الشہید شیخ حسن البناءؒ مرحوم کی خود نوشت سوانح یا ڈائری "مذکرات الدعوۃ والداعیۃ" کے نام سے پیرس میں آئی تو ڈاکٹر سعید رمضان مرحوم نے خاکسار ہی سے فرمائش کی کہ میں اس پر مقدمہ یا تعارف لکھدوں، میں نے موضوع اور صاحب موضوع کی عظمت و نزاکت کی وجہ سے معذرت کی، اور کہا کہ کسی اور زیادہ واقفیت اور موزوں شخصیت یا ذاتی شناسا اور رفیق کار سے مقدمہ لکھوا لیا جائے، مرحوم نے راقم کو تار دیا کہ کتاب آپ کے مقدمہ کے بغیر چھپ نہیں سکتی چنانچہ مقدمہ لکھا گیا اور کتاب قاہرہ اور بیروت سے ۱۹۶۶ء۔ ۱۹۷۴ء میں

شائع ہوئی۔

ذیل میں اپنا "سفر نامہ مصر" "مذکرات سائح فی الشرق العربی" اور "کاروان زندگی" سے مرحوم کی ملاقاتیں، ان کی سرگرمیوں اور بعض تقریبات و اجتماعات کے نمونے پیش کئے جاتے ہیں جن سے ان کے امتیازی اوصاف اور کمالات پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ (۲۸ جنوری ۱۹۵۱ء) کو ڈاکٹر سعید رمضان سے قاہرہ میں پہلی ملاقات ہوئی، راقم نے ان کا نام سن رکھا تھا اور ان کا تحریک "اخوان المسلمون" اور اس کے بانی الامام الشہید الشیخ حسن البناء سے رشتہ و تعلق معلوم ہو چکا تھا انہوں نے کبھی پاکستان کے قیام کے زمانہ میں (جو ماضی قریب میں ہوا تھا) اس عاجز کا نام وہاں کے ندوی فضلاء و احباب سے سنا تھا اور بعض عربی رسائل دیکھے تھے۔

۲۷ ربیع الثانی ۷۰ھ (۴ فروری ۱۹۵۱ء) کو قاہرہ کی عدالت فوجداری میں اخوان کا مقدمہ پیش تھا۔ اور سعید رمضان صاحب کو وکیل صفائی کی حیثیت سے بحث کرنی تھی راقم نے بھی اپنے رفقاء اور چند مصری احباب کے ساتھ خصوصی اجازت سے عدالت

کے کمرہ میں داخل ہونے اور بیٹھنے کا موقع حاصل کر لیا۔ انہوں نے مقدمہ کو بڑی موثر تقریر اور بے مثال جرات کے ساتھ پیش کیا حق و باطل کی قدیم جنگ آزمائی اور نبوی تعلیمات سے شیاطین کی ازلی کشمکش پر روشنی ڈالی، آخر میں یہودیوں کی اسلام دشمنی، ان کے منصوبوں اور عالم اسلام کے لئے پیدا ہونے والے خطرات پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے بتلایا کہ ان خطرناک حالات میں تحریک اخوان المسلمین وجود میں آئی اور اس نے اس صورتحال سے نبرد آزمائی کی، اس سے عدالت کا ماحول دینی فضا سے بدل گیا۔ اور حاضرین کے دلوں پر رقت اور خشیت طاری ہو گئی انہوں نے جب اس سلسلہ کی احادیث و آیات پڑھیں تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور عدالت کے گوشوں سے آہ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں۔

۱۹۶۲ء میں ان کی دعوت پر مکہ معظمہ میں ایک اجتماع ہوا جس میں مختلف ممالک سے آئے ہوئے حجاج اور فضلائے عرب شریک ہوئے، وہاں انہوں نے ایک بڑی موثر تقریر کی پھر ایک خصوصی اجتماع مکہ معظمہ ہی میں ایک دوست یا کسی ادارہ کے بالاخانہ پر ہوا، وہاں انہوں نے تقریر میں اپنا دل نکال کر رکھ دیا اور حاضرین سخت متاثر ہوئے۔

اسی سال ۱۹۶۲ء میں حج کے موقع پر انہوں نے ذمہ داران حکومت اور سعودی عرب کے اہل الرائے کو ایک ایسے بین الاقوامی اسلامی مرکز کو قائم کرنے کا مشورہ دیا جس سے پورے عالم اسلام تک مسلمانوں کو درپیش مسائل و مصائب کی اطلاع دی جا سکے ان کا تعاون حاصل کیا جا سکے اور ان حملوں اور پروپیگنڈوں کا جواب دیا جاسکے جو مخالف محاذوں، خاص طور پر مصر کی طرف سے پھیلائے جاتے ہیں۔

چنانچہ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ (۱۹۶۲ء) کو رابطہ عالم اسلامی کا قیام عمل میں آیا جس کے وہ ایک فعال رکن اور کارکن قرار پائے اور کئی سال وہ اس میں شرکت کے لئے مکہ معظمہ حاضر ہوتے رہے۔

بعض نامعلوم اسباب کی بنا پر یا صحت کی خرابی کی وجہ سے جنیوا کا اسلامک سینٹر بھی تعطل کا شکار ہوگیا اور رسالہ "المسلمون" بھی بند ہو گیا، کئی سال تک ان سے ملاقات کی نوبت نہیں آئی، اکتوبر ۱۹۸۵ء میں جب آکسفورڈ یونیورسٹی کے اسلامک سینٹر کے سلسلہ میں لندن کا سفر ہوا تو ۱۳ اکتوبر کو اسلامک سینٹر بیکر اسٹریٹ لندن میں راقم کی تقریر کا ایک پروگرام تھا وہاں اچانک

ڈاکٹر سعید رمضان پر نظر پڑی جو جنیوا سے لندن صرف ملنے کے لئے آئے تھے، انہوں نے راقم کو جنیوا آنے کی دعوت دی تھی۔ لیکن جب اس سے (بعض موانع کی بنا پر) معذرت کی گئی تو وہ خود لندن آگئے۔ دیر تک لپٹ کر روتے رہے پھر قیام گاہ پر آکر ملے اور اگلے دن صبح ایئرپورٹ پر آکر رخصت کیا۔

یہ بھی لائق ذکر ہے کہ وہ دو مرتبہ ہندوستان اور بالخصوص لکھنؤ آئے، دہلی کے مختصر قیام میں دفتر جمعیۃ العلماء واقع گلی قاسم جان دہلی میں ان کا ایک پروگرام رکھا گیا وہ زمانہ مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی مرحوم کی نظامت جمیعت کا تھا ان ہی نے ڈاکٹر سعید رمضان کے قیام کا انتظام ارکان پارلیمنٹ کی قیام گاہ کے ایک حصہ میں کیا تھا۔ لکھنؤ سے راقم اور برادر زادہ عزیز سید محمد الحسنیؒ (محمد میاں مرحوم) ان سے ملنے اور ان کو لکھنؤ لانے کے لئے دہلی گئے تھے، دفتر جمیعت میں انہوں نے عربی میں تقریر کی اور راقم نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا۔ پھر وہ لکھنؤ آئے، اور دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ان کی تکریم اور استقبال میں جلسہ ہوا اور انہوں نے ایک موثر تقریر کی۔

ان سے آخری ملاقات ۹ ستمبر ۱۹۹۳ء میں ہوئی راقم اور